بھی مہیا کر دیا گیا، فسطاط پہنچکر محمد بن ابی حذیفہ، عثمان غنیؓ کے مخالف کیمپ سے وابستہ ہو گئے اور محمد بن ابی بکرؓ کی طرح مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر اُن کی برائیاں کیا کرتے، انھوں نے ایک ستم یہ بھی کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیگمات کی طرف سے خود مصریوں کے نام خط گھڑتے اور عام جلسوں میں پڑھکر سُناتے، ان خطوں میں خلیفہ کی مذمت ہوتی اور بغاوت کی دعوت،

(تاریخ الامم ۵/۱۳۶ وکتاب الولاۃ والقضاۃ کندی مصر ۱۹۱۲ء ص۱۲، ۱۵)

۳۴ھ میں بازنطینی بیڑے سے مصری بیڑے کی ایک زبردست لڑائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی قیادت میں ہوئی، اس مہم میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ دونوں شریک تھے، لیکن ان کا مشن دشمن سے لڑنا نہ تھا بلکہ اپنی فوج میں گورنر مصر اور خلیفہ مدینہ کے خلاف نفرت و اشتعال پیدا کرنا تھا، ایک موقع پر محمد بن ابی حذیفہ یہ نعرے لگاتے سُنے گئے، مسلمانو! تم بازنطینیوں سے جہاد کرنے چلے ہو حالانکہ جس سے جہاد کرنا چاہئے وہ پیچھے ہے (یعنی عثمانؓ) کمانڈر ان چیف دونوں برخود غلط جوانوں کی حرکتوں پر خون کے گھونٹ پیتے رہے اور جنگ سے واپس آکر خلیفہ کو اُن کی شکایت لکھی تو یہ جواب آیا:-

"محمد بن ابی بکر کو اُس کے والد ابوبکر صدیق اور اس کی بہن عائشہ کی خاطر چھوڑتا ہوں، محمد بن ابی حذیفہ، قریش کا جوان ہے میرا بیٹا اور بھتیجہ جس کو میں نے پالا ہے اس لئے اُس کو بھی معاف کرتا ہوں" (انساب الاشراف ۵/۵۰)

۳۸ - عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام

صحابی عمار بن یاسرؓ کو ۲۱ھ میں عمر فاروقؓ نے کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا، زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ وہاں کے عیب جو مذہبی و قبائلی اکابر نے مرکز سے اُن کی شکایتیں شروع کر دیں ایک اہم شکایت یہ تھی کہ ان میں حکومت کی سمجھ بوجھ نہیں ہے، عمر فاروقؓ نے اُن کو برطرف کر دیا۔ وہ مدینہ آ گئے اور خلافت و سیاست کے معاملات سے گہری دلچسپی لینے لگے، اُن کو اوّل دن سے ہی عثمان غنیؓ کا انتخاب ناگوار تھا، وہ حضرت علیؓ کے آدمی تھے اور عثمان غنیؓ نیز اُن کے کنبہ کے ارباب اقتدار

کو مطعون کیا کرتے تھے، اُن کی نامناسب، توہین آمیز اور اشتعال انگیز باتوں پر عثمان غنیؓ نے کئی بار اُن کو ڈانٹا اور ایک قول یہ ہے کہ پٹیا یا پٹوایا بھی تھا، اس لئے عمارؓ بن یاسرؓ کے دل کا غبار اور زیادہ بڑھ گیا تھا، صلح جوئی عثمان غنیؓ کی ممتاز صفت تھی، وہ اپنے نکتہ چینوں کو راضی اور مطمئن کرنے کی برابر کوشش کرتے تھے، مطالبات مان کر ہی نہیں، بلکہ اظہارِ افسوس وندامت سے بھی، عمارؓ بن یاسرؓ کی تالیفِ قلب کی بھی انھوں نے کوششیں کیں، اُن کی ایک کوشش یہ تھی کہ ۳۴ھ میں انھوں نے ایک اہم مشن عمارؓ بن یاسرؓ کے سپرد کیا، اس مشن کا پس منظر مختلف راویوں نے مختلف طرح بیان کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ عثمان غنیؓ نے محمد بن ابی حذیفہ کی پے درپے شکایتیں سُننے کے بعد اُن کی استمالت کے لئے پندرہ ہزار روپے کا عطیہ اور کچھ تحفے بھیجے، محمد نے اس عطیہ کو اپنے باغیانہ مقاصد کی تقویت کیلئے استعمال کیا، انھوں نے روپئے اور تحفے مسجد میں رکھوائے اور ایک اشتعال انگیز تقریر کی اور کہا کہ یہ خلیفہ کی ایک چال ہے جس کے ذریعہ وہ مجھے خریدنا اور میری سرگرمیوں سے مجھ کو باز رکھنا چاہتے ہیں، اس واقعہ کے بعد عثمان غنیؓ پر لعن طعن اور زیادہ بڑھ گئی، محمد مصریوں کے ہیرو بن گئے اور مصر و مدینہ کی حکومت اُلٹنے میں زیادہ تن دہی سے لگ گئے، عثمان غنیؓ سے محمد کی بڑھتی ہوئی باغیانہ سرگرمیوں کی شکایت کی گئی تو انھوں نے مناسب سمجھا کہ اپنا ایک معتمد مصر بھیجیں جو شکایتوں کی جانچ پڑتال کر کے ان کو مطلع کرے، انھوں نے عمارؓ بن یاسرؓ کو بلایا اور کہا پچھلی باتوں پر مجھے افسوس ہے اور میں خدا سے معافی کا خواستگار ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تمہارا دل میری طرف سے صاف ہو جائے میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی کدورت نہیں، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں تم کو ایک اہم کام میں اپنا نمائندہ بنا کر مصر بھیجنا چاہتا ہوں، تم جا کر تحقیق کرو کہ محمد کی جو شکایتیں مجھے بھیجی گئی ہیں، کہاں تک صداقت پر مبنی ہیں، عمارؓ کا دل صاف نہ ہوا، وہ مصر جا کر وہیں رہ پڑے، مخالف پارٹی سے مل گئے، عثمان غنیؓ کی غیبت شروع کر دی، مصریوں کو اُن کے اور ان کی حکومت کے خلاف بھڑکایا، محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ کے دستِ راست بن گئے، اُن کی حوصلہ افزائی کی اور مدینہ پر چڑھائی کرنے کی تجویز کی پُرجوش حمایت، گورنر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے عمارؓ کی شکایت

کی اور اُن کو سزا دینے کی اجازت مانگی تو یہ فرمان آیا :-

" ابن ابی سرح ، سزا اور سختی کی بات غلط ہے ، عمار بن یاسر کے سفر کا معقول انتظام کر کے ان کو میرے پاس بھیجدو ." (انساب الاشراف ۵/ ۵۱)

عمارؓ بن یاسرؓ کا مصر سے نکلنا تھا کہ وہاں اشتعال کی نئی لہر دوڑ گئی ، مخالف پارٹی نے مشہور کر دیا کہ ظالم حکومت نے ایک ممتاز صحابی کو زبردستی ملک بدر کر دیا ہے ، محمد بن ابی بکر ، محمد بن ابی حذیفہ ، ابن سبأ اور دوسرے لوگوں نے صورتِ حال سے خوب فائدہ اُٹھایا ۔

۳۹ - صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام

عثمان غنیؓ کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ ان کے گورنروں کو ظالم و سفاک مشہور کیا جائے تاکہ عوام میں بے چینی پیدا ہو اور وہ حکومت کی بساط اُلٹنے میں مخالف پارٹیوں کا ساتھ دیں ، مخالف پارٹیوں کے ایجنٹ جہاں دوسرے ہتکنڈے استعمال کرتے وہاں یہ خبریں بھی پھیلاتے کہ گورنر صدر مقاموں کے باشندوں کو طرح طرح کی جسمانی اور ذہنی اذیتیں پہنچاتے ہیں ۔ مدینہ کے چند وفادار اکابر عثمان غنیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا : " آپ کے گورنروں کی زیادتیوں کی خبریں سارے شہر میں مشہور ہو رہی ہیں آپ کو بھی اُن کا کچھ علم ہے ؟ " عثمان غنیؓ نے لاعلمی ظاہر کی ، اکابر نے مشورہ دیا کہ بڑے شہروں میں اپنے نمائندے بھیجکر اس بات کی تحقیق کرائیں کہ کہاں تک گورنروں کے ظلم و ستم کی مزعومہ خبریں درست ہیں ۔ " عثمان غنیؓ نے محمد بن مسلمہؓ (صحابی) کو کوفہ ، اُسامہؓ بن زیدؓ (صحابی) کو بصرہ ، عبداللہ بن عمرؓ (صحابی) کو دمشق ، عمارؓ بن یاسرؓ (صحابی) کو فسطاط اور کچھ دوسرے افراد کو دوسرے صدر مقاموں کو بھیجدیا ، یہ نمائندے باستثنائے عمارؓ بن یاسرؓ تحقیق کر کے آئے اور رپورٹ دی کہ گورنروں کے ظلم و ستم کی شکایتیں بالکل بے بنیاد ہیں ، عمارؓ بن یاسرؓ حضرت علیؓ کے حامیوں میں تھے اور عثمان غنیؓ اور اُن کے خاندان کے مخالف ، فسطاط پہنچکر وہ حکومت دشمن پارٹی میں جس کی قیادت ابن سبأ اور مدینہ کے کچھ دوسرے ذی اثر افراد جیسے محمد بن ابی بکر صدیقؓ اور محمد بن ابی حذیفہ کر رہے تھے ، ضم ہو گئے اور بڑے جوش سے مخالفانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے ۔

وفادار اکابرِ مدینہ کی شکایت سُن کر جس کا اوپر ذکر ہوا ایک طرف عثمان غنیؓ نے اپنے نمائندے تحقیقِ حال کیلئے بھیجے اور دوسری طرف ایک مراسلہ صدر مقاموں کے مسلمانوں کو ارسال کیا جس میں اس بات کی دعوت دی تھی کہ جن لوگوں کے ساتھ گورنروں نے زیادتیاں کی ہوں وہ حج کے موقع پر حاضر ہوں اور خلیفہ نیز گورنروں کے رُوبرو اپنی شکایتیں پیش کریں، خط کا مضمون یہ تھا۔

"واضح ہو کہ گورنروں کو میری تاکید ہے کہ ہر سال حج کے موقع پر مجھسے ملیں، جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے سارے مسلمانوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے کی پُوری آزادی دے رکھی ہے، چنانچہ جب بھی میرے یا میرے حاکموں کے خلاف کوئی شکایت کی جاتی ہے میں اُس کو دُور کر دیتا ہوں، میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے سارے حقوق سے رعیت کے مقابلہ میں دست بردار ہو گیا ہوں، اہلِ مدینہ نے رپورٹ کی ہے کہ میرے گورنر کچھ لوگوں کو مارتے ہیں اور کچھ کو بُرا بھلا کہتے ہیں، اگر کسی کے ساتھ ایسا کیا گیا ہو تو وہ حج کے موقع پر آئے اور اپنی شکایت پیش کرے، اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا خواہ زیادتی میری ہو یا میرے حکام کی، اگر وہ چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے فَاِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ" (تاریخ الامم ۵/۹۸ - ۹۹)

۴۰ - باغیوں کو وثیقہ

یُوں تو حج کے موقع پر عام طور پر سب گورنر جمع ہوتے ہی تھے تاہم عثمان غنیؓ نے مذکورہ بالا شکایت کے بعد خاص طور پر ان گورنروں کو حاضر ہونے کی تاکید کر دی جو اُن کے کُنبہ کے تھے اور جن کو بدنام کرنے کی مخالف پارٹیاں مہم چلائے ہوئے تھیں۔ بصرہ سے عبداللہ بن عامر آئے، دمشق سے امیر معاویہ، مصر سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حال میں کوفہ کے معزول کردہ گورنر سعید بن عاص اور مصر کے سابق حاکم عمرو بن عاص کو بھی مشورہ کے لئے طلب کیا گیا، جب یہ پانچوں آ گئے تو عثمان غنیؓ نے پوچھا: "زدوکوب اور سب وشتم کی یہ شکایتیں کیوں مشہور ہو رہی ہیں، معلوم ہوتا ہے ان کی کچھ اصل ضرور ہے"؟ گورنروں نے کہا

آپ نے اپنے نمائندے بھیجے تھے جو اچھی طرح پوچھ گچھ اور تحقیق کرکے آپ کو رپورٹ دے چکے ہیں کہ یہ خبریں بے بنیاد ہیں، یہ محض پروپیگنڈا ہے اور مخالف پارٹیوں کا ایک ہتھکنڈا، جس کے ذریعے وہ عوام کو ہمارے اور آپ کے خلاف بھڑکانا چاہتے ہیں" عثمان غنیؓ: "تمہاری رائے میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟" سعید بن عامر: "مخالف پارٹیوں کے اکابر اور پروپیگنڈا سازوں کو پکڑ کر قتل کر دیجئے۔" عبداللہ بن سعدؓ: "جب آپ رعایا کے حقوق پوری طرح ادا کر رہے ہیں تو آپ ان سے بھی اپنا حق (اطاعت و وفاداری) وصول کیجئے، ان کو اس طرح شتر بے مہار چھوڑ دینا سراسر نقصان دہ ہے۔" امیر معاویہؓ: "آپ نے مجھے شام کا حاکم بنایا ہے، وہاں کے لوگوں سے آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوئی۔" عثمان غنیؓ: "اپنی رائے دو" امیر معاویہ: "شوریدہ سروں اور بغاوت پسندوں کی اچھی طرح خبر لیجئے۔" عثمان غنیؓ: عمرو تمہاری کیا رائے ہے؟ عمروؓ: آپ رعایا کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں، آپ نے عمرؓ سے زیادہ ان کو آزادی دے رکھی ہے میری رائے ہے کہ ان کے ساتھ آپ کا سلوک ویسا ہونا چاہئے جیسا ابوبکرؓ اور عمرؓ کا تھا یعنی سختی کے موقعہ پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی، ایسے لوگوں کے ساتھ سختی ضروری ہے جو فساد اور افتراق پیدا کرنا چاہتے ہیں، آپ کا سب کیساتھ ملاطفت سے پیش آنا صحیح نہیں ہے۔"

سب کی رائے سننے کے بعد عثمان غنیؓ نے کہا: "جس فتنہ کے دروازہ کھلنے کا عرب قوم کے ہاتھوں مجھے اندیشہ ہے وہ کھل کر رہے گا، اس کو حتی الامکان بند رکھنے کا میری رائے میں یہی طریقہ ہے کہ نرمی سے کام لیا جائے، مخالفین کے مطالبے بشرطیکہ ان سے حدود اللہ نہ ٹوٹیں، پورے کئے جائیں، اس کے باوجود بھی اگر دروازہ کھل جائے تو اس کی ذمہ داری میرے اوپر نہ ہوگی اور کسی کو میرے خلاف کچھ کہنے یا کرنے کا موقع نہ رہے گا، خدا پر خوب روشن ہے کہ میں سب کا بھلا چاہتا ہوں، بخدا فتنہ کی چکی چل کر رہے گی، اور عثمان کی یہ خوش نصیبی ہوگی کہ دنیا سے جائے تو اس چکی کے چلانے میں اس کا کوئی ہاتھ نہ ہو ....." (تاریخ کامل ابن اثیر ۳/ ۶۰)

حج کے بعد گورنر اپنے اپنے مرکزوں کو لوٹ گئے لیکن امیر معاویہ نے جانے سے پہلے

بڑے صحابہ (حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ وغیرہ) سے مخلصانہ اپیلیں کیں کہ حکومت دشمن سرگرمیاں چھوڑ دیں، ان اپیلوں سے دلوں کی کدورت اور جذبات کا اشتعال اور بڑھ گیا، انہیں سے بعض نے امیر معاویہ کو خوب ڈانٹا ڈپٹا اور طعنے دیئے، امیر معاویہ کو باور ہو گیا کہ بغاوت ہو کر رہے گی، جانے سے پہلے انھوں نے عثمان غنیؓ سے باصرار کہا کہ میرے ساتھ شام چلیے لیکن وہ تیار نہ ہوئے، پھر انھوں نے کہا: اچھا میں ایک فوج بھیجے دیتا ہوں جو آپ کی حفاظت کرے گی، عثمان غنیؓ: "اس شہر میں فوج کے خورونوش اور رہائش کے بندوبست سے باشندوں کو زحمت ہوگی، یہ بھی مجھے گوارا نہیں"۔ امیر معاویہ: "بخدا تب تو آپ پر قاتلانہ حملہ ہوگا یا باغی آپ پر یورش کریں گے"۔ عثمان غنیؓ: "حسبی اللہ ونعم الوکیل"۔

ہر سال کی طرح اس سال (۳۴ھ) بھی مخالف پارٹیوں کے لیڈر حج کرنے آئے، مدینہ، فسطاط، کوفہ اور بصرہ اُن کے ہیڈکوارٹر تھے، سفیروں اور خط وکتابت کے ذریعہ وہ ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھتے ہی تھے، لیکن حج کے موقع پر اُن کو ایک دوسرے سے بالمشافہ ملاقات کا موقع مل جاتا۔ جب وہ سر جوڑ کر بیٹھتے اور اپنی باغیانہ سرگرمیوں کا جائزہ لیتے اور اپنی حکومت دشمن پالسی میں ضروری ترمیم و تنسیخ کرتے، اس کے علاوہ مدینہ کے بڑے صحابہ سے بھی ملاقات ہو جاتی اور ان کے مشورہ سے بھی استفادہ کیا جاتا، ان مخالف پارٹیوں نے عثمان غنیؓ کی مزعومہ بدعنوانیوں کی ایک فہرست تیار کی اور اُن کا ایک وفد مدینہ آیا اور خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ اپنی بدعنوانیوں کی صفائی پیش کریں، اس کارروائی سے ان کا مقصد عثمان غنیؓ کو بدنام کرنا اور پروپیگنڈے کیلئے نیا مواد فراہم کرنا تھا، عثمان غنیؓ نے سارے اعتراضوں کا ایک ایک کرکے جواب دیا، اور ایسا جو ہر اُس شخص کو جس کی آنکھوں پر پارٹی وفاداری، یا ذاتی منفعت یا محدود مفاد کی عینک نہ ہوتی، مطمئن کر سکتا تھا لیکن یہ لیڈر مطمئن تو کیا ہوتے اُلٹا انھوں نے عثمان غنیؓ کے جوابات کو عذر گناہ بدتر از گناہ سے تعبیر کیا اور اس عزم کر

اپنے اپنے مرکزوں کو چلے گئے کہ اگلے سال موسم حج پر مسلح ہوکر آئیں گے اور خلیفہ کو بزورِ شمشیر معزول کردیں گے۔

آٹھ نو ماہ کے مزید پروپیگنڈے کے بعد تینوں پارٹیاں اپنے اپنے مرکزوں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں، ان کا مقصد عثمان غنیؓ کو معزول کرنا تھا، اگر راضی خوشی تیار نہ ہوں تو قتل کرکے، ہر پارٹی کی تعداد لگ بھگ چھ سو بتائی جاتی ہے، بصرہ پارٹی کے پانچ کمانڈر تھے، جن میں سے ایک حکیم بن جبلہ تھا جس کا پہلے ذکر ہوچکا ہے، کمان اعلیٰ ایک صحابی حرقوص بن زھیر کے ہاتھ میں تھی، جو چند سال بعد حضرت علیؓ کی خلافت میں ایک ممتاز خارجی لیڈر ہوکر مارے گئے، یہ پارٹی زبیر بن عوام کی طرف مائل تھی، بصرہ میں زبیرؓ کی کافی جائداد اور تجارت تھی، اور وہاں کے عربوں کی ایک جماعت کو اُن کی مالی امداد نے اپنا وفادار بنا لیا تھا، کوفہ پارٹی کے پانچ کمانڈروں میں ایک اشتر نخعی (صحابی) تھے جن کے بارہ میں آپ پہلے بہت کچھ پڑھ چکے ہیں، اس پارٹی پر طلحہ بن عبید اللہ چھائے ہوئے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ کوفہ کے اندر اور باہر طلحہؓ کی کافی جائداد تھی جس کی آمدنی وہ اپنے بہت سے عقیدتمندوں پر صرف کرتے تھے، مصر پارٹی میں متعدد صحابیوں کے علاوہ ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے محمد اور ابن سبا شریک تھے، یہ پارٹی حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتی تھی۔

تینوں پارٹیاں مدینہ کے باہر فروکش ہوئیں، ان کا ایک وفد خلیفہ کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ خلافت سے دست بردار ہوجائیے ورنہ ہم آپ کو قتل کردیں گے، عثمان غنیؓ خلافت سے دستبردار ہوجاتے، پیرانہ سالی میں اس سے ان کو کیا سکھ پہنچ رہا تھا لیکن ایک اصول عنان گیر تھا، اور وہ یہ کہ اگر باغیوں کے دباؤ میں آکر انھوں نے خلافت چھوڑ دی تو یہ واقعہ ہمیشہ کے لئے ایک مثال بن جائے گا اور اس کی آڑ لیکر باغی جب چاہیں گے خلیفہ کو معزول کردیا کریں گے، ان کے بعض مشیروں نے جن میں عبداللہ بن عمرؓ شامل تھے اُنکو یہی مشورہ دیا کہ خلافت نہ چھوڑیں، چنانچہ انھوں نے انکار کردیا، رہا قتل تو انھوں نے وفد کو

خبردار کیا کہ اسلام میں جن باتوں سے قتل واجب ہوتا ہے اُن میں سے کسی ایک کا میں مرتکب نہیں ہوا ہوں، — (سیف بن عمر، تاریخ الامم ۵/۱۰۲ - ۱۰۴)

واقعات کے اس مرحلہ پر پہنچکر ہمارے رپورٹروں کی راہیں بدل جاتی ہیں، ایک مؤرخ تاریخ کہتا ہے کہ عثمان غنیؓ نے دو صحابیوں (مغیرہ بن شعبہؓ اور عمرو بن عاصؓ) کو باغیوں کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور کہلوایا کہ میں خلافت سے معزولی کا مطالبہ نہیں مان سکتا، آپکی جو شکایتیں ہوں پیش کیجئے، اُن کو قرآن و سنت کی روشنی میں دور کرنے کی کوشش کروں گا۔" باغیوں نے دونوں صحابیوں کو بُری طرح پھٹکارا، اُن کی ایک نہ سُنی، اور معزولی کے مطالبہ پر اَڑے رہے، عثمان غنیؓ حضرت علیؓ سے ملے اور اُن سے کہا کہ "باغی ایک سنگین مطالبہ کر رہے ہیں جسکو اگر مان لیا جائے تو ہمیشہ کیلئے خلافت سے جبری معزولی کا دروازہ کھل جائے گا اور خلیفہ کا رعب و وقار خاک میں مل جائے گا۔ آپ جا کر باغیوں کو سمجھائیے، میں قرآن و سُنت کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہوں"۔ حضرت علیؓ نے کہا: "باغی اُس وقت تک یہاں سے نہیں ہٹیں گے اور نہ آپ کی اطاعت کریں گے جب تک آپ اُن کی شکایتیں دُور کرنے کا وعدہ نہ کرلیں گے"۔ عثمان غنیؓ: "میں شکایتیں دُور کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، آپ جا کر باغیوں سے کہہ دیجئے"۔ حضرت علیؓ کے مشورہ سے باغیوں نے معزولی کا مطالبہ چھوڑ دیا اور وثیقۂ ذیل لکھ کر اس پر عثمان غنیؓ کے دستخط کرا لئے اور اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - عبداللہ عثمان امیر المؤمنین نے یہ تحریر اُن مسلمانوں اور مومنوں کو بطور دستاویز دی ہے جو اُن کے طرزِ عمل کے شاکی ہیں کہ میں

(۱) قرآن و سنت کے بموجب عمل کروں گا (۲) ناداروں اور محروموں کی سرکاری تنخواہیں مقرر کی جائیں گی۔ (۳) خوف زدہ لوگوں کو امان دی جائیگی (۴) جلا وطنوں کو وطن لوٹایا جائیگا۔ (۵) مسلمان فوجوں کو دشمن کی سرزمین میں وطن سے دُور نہیں رکھا جائے گا (۶) سرکاری آمدنی بڑھائی جائے گی، علی بن ابی طالب اور مدینہ کے اکابر

اس وثیقہ کی پابندی کرانے کا ذمہ لیتے ہیں، ذوالقعدہ ۳۵ھ (انساب الاشراف ۵/۶۴)
اعثم کوفی کے راویوں نے وثیقہ میں یہ ایک دفعہ اور بڑھادی ہے :-
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو معزول کرکے محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا جاتا ہے۔
(فتوح اعثم کوفی ورق ۲۳۲)

انساب الاشراف میں ایک دوسری جگہ تصریح ہے کہ باغیوں نے عثمان غنیؓ سے مذکورہ بالا کے علاوہ ان دو باتوں کا بھی وعدہ لیا تھا :-

(۱) سرکاری آمدنی انصاف کے ساتھ تقسیم کی جائے گی (۲) سرکاری منصب امانتدار اور کارگذار لوگوں کو دیئے جائیں گے۔ (انساب الاشراف ۵/۹۳)

انساب الاشراف کی دوسری تصریح سے اس بات کی تائید نہیں ہوتی کہ یہ وعدے تحریری تھے۔

۴۱ - عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام

مصر پارٹی ابھی حجاز کی سرحد پار نہیں ہوئی تھی کہ اُن کو راستہ میں ایک ٹولی ملی جو مشتبہ انداز میں فسطاط کی طرف بھاگی چلی جارہی تھی، انھوں نے اس کے لیڈر کو روکا اور اس سے بات چیت کی تو ان کا شبہ اور زیادہ پختہ ہوگیا، اس کا جھاڑا لیا گیا تو ذیل کا خط ایک خشک مشکیزہ سے نکلا :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب عبدالرحمٰن بن عُدیس (صحابی) مصر پہنچے تو اس کے سَو کوڑے مارنا، اُس کا سر اور ڈاڑھی مُنڈوانا اور میرے اگلے حکم تک اس کو قید میں رکھنا عمرو بن حمق (صحابی) اور سودان بن حمران اور عُروہ بن نباع لیثی کو بھی یہی سزا دو۔"
(تاریخ الامم ۵/۱۱۹)

۴۲ - خط کی دوسری شکل

"جب فلاں فلاں پہنچے تو ان کی گردن ماردینا اور فلاں فلاں کو یہ یہ سزا دینا"
راوی۔ پارٹی میں صحابی اور تابعی دونوں تھے۔ (تاریخ الامم ۵/ ۱۱۰)

۴۳ - خط کی تیسری شکل

"جب مصری فوج تمہارے پاس (فسطاط) پہنچے تو فلاں کا ہاتھ کاٹ ڈالنا، فلاں کو قتل کر دینا اور فلاں کو یہ یہ سزا دینا" راوی - پارٹی کے اکثر افراد کے خط میں نام تھے اور ہر ایک کیلئے فرداً فرداً سزا تجویز کی گئی تھی۔

(مروج الذھب مسعودی حاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر مصر ۵/۶۸)

۴۴ - خط کی چوتھی شکل

"جب محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں اشخاص فسطاط پہنچیں تو ان کو کسی بہانہ سے قتل کرا دینا، ان کو جو دستاویز دی گئی ہے اس پر عمل نہ کرنا، میرے حکم ثانی تک اپنے عہدہ پر بدستور قائم رہو اور جو دادخواہی کے لئے تمہارے پاس آئے اس کو قید کر دو، اس کے بارے میں میں خود حکم دوں گا ان شاء اللہ" (عقد الفرید ابن عبد ربہ مصر ۲/۲۱۶)

۴۵ - خط کی پانچویں شکل

"جب محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں آئیں تو ان کو قتل کر دو اور اُن کو جو خط دیا گیا ہے اس کو منسوخ کر دو، اور میرا اگلا حکم آنے تک اپنے فرائضِ منصبی انجام دیتے رہو"

(الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مصر ۱/۳۷)

خط پڑھ کر مصریوں کی آنکھوں میں خون اُتر آیا، انھوں نے فوراً رخ بدلا اور مدینہ کی راہ لی۔ ان کے قاصد کوفہ اور بصرہ کی پارٹیوں کو بھی نئے حالات سے مطلع کر کے واپس لے آئے، سب نے بالاتفاق طے کیا کہ خلیفہ کو زندہ نہ چھوڑیں گے، ان کے لیڈر عثمان غنیؓ سے ملے اور وہ خط دکھایا جو راستہ میں انھوں نے پکڑا تھا، عثمان غنیؓ سخت حیران اور پریشان ہوئے، "انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے نہ تو خود خط لکھا، نہ کسی سے لکھوایا اور نہ اس کا مجھے قطعاً علم ہے" باغی لیڈروں نے کہا: "ہم مانے لیتے ہیں کہ آپ نے خط نہیں لکھوایا، لیکن اس سے آپ کی ذمہ داری کم نہیں ہوتی بلکہ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ میں حکومت کی صلاحیت نہیں، ایسا شخص منصب خلافت کا

کیسے اہل ہوسکتا ہے جس کے متعلقین اس کے نام سے اور خلافت کی مہر لگا کر جو کارروائی چاہیں کر ڈالیں، آپ کو اس منصب سے ہٹانے کیلئے اس واقعہ سے زیادہ وزنی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی، باغیوں کا خیال تھا کہ عثمان غنیؓ کے چچازاد بھائی مروان نے یہ خط لکھا تھا، لیکن ہم مروان کو نہ تو اتنا گستاخ اور خود سر سمجھتے ہیں کہ وہ خلیفہ کے ایک تحریری معاہدہ کو جس کے نفاذ کا بڑے صحابہ نے ذمہ لیا تھا، توڑنے کی جرأت کرتے، اور نہ اتنا کورفہم کہ خلافت کی ڈوبتی کشتی کو اس بے محل اشتعالی کارروائی سے تباہی کے اور زیادہ قریب کر دیتے۔

اُردو زبان میں ایک عظیم الشان مذہبی اور علمی ذخیرہ

قصص القرآن

قصص القرآن کا شمار ادارہ کی نہایت ہی اہم اور مقبول کتابوں میں ہوتا ہے، انبیاء علیہم السلام کے حالات اور اُن کے دعوتِ حق اور پیغام کی تفصیلات پر اس درجہ کی کوئی کتاب کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی، پوری کتاب چار ضخیم جلدوں میں مکمل ہوئی ہے جس کے مجموعی صفحات ۱۲۸۴ ہیں۔

حصہ اوّل: حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و واقعات۔ قیمت آٹھ روپے۔

حصہ دوم: حضرت یوشع علیہ السّلام سے لے کر حضرت یحییٰؑ تک تمام پیغمبروں کے مکمل سوانح حیات اور اُن کی دعوتِ حق کی محققانہ تشریح وتفسیر۔ قیمت چار روپے۔

حصہ سوم: انبیاء علیہم السّلام کے واقعات کے علاوہ اصحاب الکہف والرقیم، اصحاب القریہ، اصحاب السبت، اصحاب الرس، بیت المقدس اور یہود، اصحاب الاخدود، اصحاب الفیل، اصحاب الجنۃ، ذوالقرنین اور سدِ سکندری، سبا اور سیل عرم وغیرہ باقی قصص قرآنی کی مکمل ومحققانہ تفسیر۔ قیمت پانچ روپے آٹھ آنے۔

حصہ چہارم: حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکمل و مفصل حالات، قیمت آٹھ روپے۔ (کامل سٹ۔ قیمت غیر مجلد ۲۵/۵۰۔ مجلد ۲۹/۵۰)

ملنے کا پتہ:- مکتبہ بُرہان، اُردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶